https://doi.org/10.58352/tis.v48i2.920

The Islamic Culture
Bi-Annual Research & Refereed Journal
Published by
Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of Karachi
الثقافة الإسلامية
ISSN (Print) : 1813-775X
ISSN (Online) : 2663-1709

قرآن و بائبل میں قانون زکوٰۃ و خیرات کا تقابلی جائزہ

A COMPARATIVE STUDY OF THE LAWS OF ZAKAT AND CHARITY IN THE QURAN AND THE BIBLE

Dr. Muhammad Ismail Badayuni
Assistant Professor, Govt. Superior Science College, Karachi
Email: ismail.budauni@gmail.com

Muhammad Kashif
Lecturer Govt Degree Arts and Commerce College Korangi 6, Karachi.
Email: kashifturk@gmail.com

Abstract:

The Orientalists have also raised an objection regarding the Qur'an, claiming that it is derived from the Bible and is not the Word of God but rather a composition of the Prophet of Islam (peace be upon him). The Torah, Psalms, Gospel, and the Qur'an are all divine scriptures revealed by Allah. However, historical research and evidence establish that the Torah, Psalms, and Gospel did not remain محفوظ from the changes and distortions of time. Human speech can never, in any way, compete with divine revelation. If, as the Orientalists claim, the Qur'an were a human composition, then it is certain that it could never surpass divine speech. Their second objection—that the Qur'an is derived from the Bible—is also baseless. This is because the Qur'anic system of Zakāt is not only superior to that of the Bible but is also perfectly aligned with human nature. Moreover, if the Qur'an had been derived from the Bible, it could never have surpassed it in any aspect. Allah Almighty created human beings and also provided the means for their guidance. Divine revelation (Wahy) is the essential source of human guidance. In today's

modern world, where various religions exist and all claim to provide a social system, it becomes evident—clear as daylight—that Islam alone is the religion in complete harmony with human nature (Dīn al-Fiṭrah). Allah created mankind and granted abundance of sustenance to some while limiting it for others. Among humanity, there are both rich and poor, and both states are a test. Wealth may lead a person towards arrogance and miserliness, while poverty may push one towards sin and moral corruption. When we compare the Biblical system of tithing (giving one-tenth) with the Qur'anic system of Zakāt, it becomes evident—beyond any doubt—that the Qur'anic system holds superiority. The Qur'anic model embodies beauty, balance, and refinement, along with a comprehensive approach to social welfare, economic reform, true prosperity, character-building, and a harmonious integration of social and economic systems—qualities that are not found in the Biblical system of tithing.

Keywords: Bible, Holy Quran, Charity

قرآن کریم کے بارے میں مستشرقین کاایک اعتراض یہ بھی ہے کہ قرآن بائبل سے ماخوذ ہےاور قرآن کلامِ الٰہی نہیں بلکہ پیغمبر اسلام ﷺ کی تحریر ہے ۔توریت،زبور،انجیل اور قرآن کریم چاروں اللہ ہی کی کتابیں ہیں، تحقیق و براہین سے یہ ثابت ہے کہ توریت و زبور انجیل حوادثاتِ زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکیں۔کلامِ انسانی کسی طور بھی کلامِ الٰہی کے مقابل نہیں ہو سکتا۔اگر مستشرقین کے بقول قرآن کلامِ انسانی ہے تو یہ بات طے ہے کہ کسی طور بھی وہ کلامِ الٰہی پر فوقیت حاصل نہیں کر سکتا۔۔۔دوسرااعتراض یہ کہ یہ (قرآن) بائبل سے ماخوذ ہے دونوں صورتوں میں یہ دعویٰ باطل ہے کیونکہ قرآن کا نظامِ زکوٰۃ، بائبل سے بہتر ہی نہیں بلکہ فطرت کے عین مطابق ہے دوسرا اگر یہ بائبل سے ماخوذ ہوتا تو کبھی بھی بائبل سے بہتر نہیں ہو سکتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق کیااور اس کی ہدایات کاسامان بھی پیدافرمایاوحی الٰہی انسان کی ہدایت کاہی سامان ہے اب جب آج کی جدید دنیامیں مختلف مذاہب بھی موجود ہیں اور تمام مذاہب معاشرتی ادارے ہونے کے دعوے دار بھی ہیں۔تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اسلام ہی دین فطرت ہے۔اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کوپیدافرمایااوران میں کسی کو کشادہ رزق عطا کیااور کسی کو کشادہ رزق عطا نہیں کی،ابنی نوع انسان میں غریب بھی ہیں اور امیر بھی، غربت اور امیری دونوں ہی انسان کے لیے آزمائش ہیں کہیں دولت کی وجہ سے تکبر و کنجوسی کا شکار نہ ہو جائے اور غربت کے سبب فسق وفجور کی کھائی میں نہ جا گریں۔

جب ہم بائبل کے نظامِ دہ یکی اور قرآن کے نظامِ زکوٰۃ کا تقابل کرتے ہیں تو یہ تحقیق اظہر من الشمس یہ ثابت ہوتا ہے کہ بائبل وقرآن کے قانونِ زکواۃ و خیرات کے تقابل میں قرآن کریم کو فوقیت حاصل ہے جو حسن ورعنائی، معاشرتی مقاصد ومعیشت کا اصلاحی تصور، حقیقی فلاح و بہبود، شخصیت سازی و معاشی ومعاشرتی نظام کا حسین امتزاج پایا جاتاہے وہ بائبل کے دہ یکی (دس فیصد) نظام میں موجود نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو پیدا فرمایا اور ان میں کسی کو کشادہ رزق عطا کیا اور کسی کو کشادہ رزق عطا نہیں کیا بنی نوع انسان میں غریب بھی ہیں اور امیر بھی، غربت اور امیری دونوں ہی انسان کے لیے آزمائش ہیں کہیں دولت کی وجہ سے تکبر و کنجوسی کا شکار نہ ہو جائے اور کہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا 1

بے شک تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ دیتا اور کستا ہے (تنگی دیتا ہے) بے شک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا دیکھتا ہے

بائبل میں چیریٹی یا زکوٰۃ کے لیے لفظ دہ یکی (دس فیصد) استعمال ہوا۔ بائبل میں ہے:

دہ یکی (دس فیصد) خواہ وہ زمین کے بیج کی یا درخت کے پھل کی ہو خداوند کی ہے۔[2]

ایک اور جگہ ہے:

تو اپنے غلّہ میں سے جو سال بسال تیرے کھیتوں میں پیدا ہو دہ یکی دینا۔[3]

یہ دہ یکی کہاں لائی جائے اور یہ کس کا حق ہے اس ضمن میں بائبل ہمیں بتاتی ہے:

پوری دہ یکی ذخیرہ خانہ (ہیکل) میں لاؤ تا کہ میرے گھر میں خوراک ہو۔[4]

یہ دہ یکی کس کا حق ہے؟

کس کو ملنا چاہیے؟

اس بارے میں بائبل کہتی ہے:

اور بنی لاوی کو اُس خدمت کا معاوضہ ہیں جو وہ خیمہ اجتماع میں کرتے ہیں میں نے بنی اسرائیل کی ساری دہ یکی موروثی حصہ کے طور پر دی۔[5]

یعنی اس پر صرف یہود و نصاریٰ کے مذہبی پیشوا کا حق ہے جیسا کہ کتاب نحمیاہ میں اور وضاحت سے کہا ہے:

اور اپنے گوندھے ہوئے آٹے اور اپنی اٹھائی ہوئی قربانیوں اور سب درختوں کے میووں اور مے اور تیل میں سے پہلے پھل کو اپنے خدا کے گھر کی کوٹھریوں میں کاہنوں کے پاس اور اپنے کھیت کی دہ یکی لاویوں کے پاس لایا کریں کیونکہ لاوی سب شہروں میں جہاں ہم کاشت کاری کرتے ہیں، دسواں حصہ لیتے ہیں۔[6]

لاویوں کو یہ حکم دیا کہ شریعت کے مطابق دہ یکی لیں، عبرانیوں میں درج ہے:

اب لاوی کی اولاد میں سے جو کہانت کا عہدہ پاتے ہیں اُن کو حکم ہے کہ اُمت یعنی اپنے بھائیوں سے اگرچہ وہ ابرام ہی کی صلب سے پیدا ہوئے ہوں شریعت کے مطابق دہ یکی لی۔[7]

بائبل کے احکامات کے مطابق ہم دہ یکی کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1۔عام دہ یکی جو لاویوں کو دی جاتی تھی جیسا کہ کتاب گنتی میں ہے:

میں نے بنی اسرائیل کی دہ یکی کو جسے وہ اُٹھانے کی قربانی کے طور پر خداوند کے حضور گذاریں گے ان کا موروثی حصہ کر دیا۔289

2۔دوسری دہ یکی وہ تھی جس کا تعلق مسیحیت کے مطابق ''مقدس ضیافت'' کے ساتھ تھا اُس کھانے میں دہ یکی دینے والا اور لاوی دونوں شریک ہوتے تھے:

تو خداوند اپنے خدا کے حضور اسی مقام میں جسے وہ اپنے نام کے مسکن کے لیے چُنے اپنے غلہ اور مَے اور تیل کی دہ یکی کو اور اپنے گائے بیل اور بھیڑ بکریوں کے پہلوٹھوں کو کھانا تاکہ تو ہمیشہ خداوند اپنے خدا کا خوف ماننا سیکھے اور اگر وہ جگہ جس کو خداوند تیرا خدا اپنے نام کو وہاں قائم کرنے کے لیے چُنے تیرے گھر سے بہت دور ہو اور راستہ بھی اس قدر لمبا ہو کہ تو اپنی دہ یکی کو اس حال میں جب خداوند تیرا خدا تجھ کو برکت بخشے وہاں تک نہ لے جاسکے تو تُو اسے بیچ کر روپے کو باندھ ہاتھ میں لیے ہوئے اس جگہ چلے جانا جسے خداوند تیرا خدا چُنے اور اس روپے سے جو کچھ تیرا جی چاہے خواہ گائے بیل یا بھیڑ بکری یا مَے یا شراب مول لے کر اُسے اپنے گھرانے سمیت وہاں خداوند اپنے خدا کے حضور کھانا اور خوشی منانا۔[9]

3۔تیسری دہ یکی وہ تھی جو ہر تیسرے سال دی جاتی تھی اور یہ خاص طور پر غریبوں کے لیے جمع کی جاتی تھی جیسا کہ اسی کتاب استثناء میں ہے:

تین تین برس کے بعد تو تیسرے برس کے مال کی ساری دہ یکی نکال کر اُسے اپنے پھاٹکوں کے اندر اکٹھا کرنا تب لاوی جس کا تیرے ساتھ کوئی حصہ یا میراث نہیں اور پردیسی اور یتیم بیوہ عورتیں جو تیرے پھاٹکوں کے اندر ہوں آئیں اور کھا کر سیر ہوں تاکہ خداوند تیرا خدا تیرے سب کاموں میں جن کو تو ہاتھ لگائے تجھ کو برکت بخشے۔[10]

بائبل کے دہ یکی (چیریٹی) سے متعلق یہ حوالہ جات آپ نے ملاحظہ کیے ان حوالہ جات کے بعد درج ذیل نکات سامنے آئے:

۱۔ دہ یکی ہیکل میں لائی جائے گی۔

۲۔ دہ یکی پادریوں، لاویوں کو دی جائے گی۔

۳۔ تیسری دہ یکی کی قسم کا استعمال ہر تیسرے سال ہو گا جس میں پردیسی، یتیم اور بیوہ عورتیں جو پھاٹکوں کے اندر رہوں دہ یکی کھا کر سیر ہوں۔

بائبل میں ہمیں یہ نہیں ملتا کہ دہ یکی (دس فیصد) کیوں دی جائے؟

دہ یکی (دس فیصد) دینے کے مقاصد کیا ہیں دہ یکی دینے کا صلہ کیا ملے گا؟

کیا دہ یکی (دس فیصد) مذہبِ یہود و نصاریٰ کی شرط ہے یا نہیں؟ یا صرف محض ایک مشورہ ہے، چاہے تو عمل کرو یا نہیں۔

دہ یکی (دس فیصد) جمع کرنا ریاست کی ذمے داری ہے یا نہیں؟ منکرین دہ یکی (دس فیصد) کا انجام بھی بائبل بتانے سے قاصر ہے۔

دہ یکی کے مصارف کیا ہیں؟

بائبل ہمیں یہ بھی نہیں بتاتی سوائے اس کے کہ اس کو ہیکل میں لایا جائے اور لاویوں، پادریوں کو دے دیا جائے۔

دہ یکی کون دے گا؟

اس بارے میں کوئی واضح حکم بھی ہمیں بائبل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرمودات میں نہیں ملتا۔ لیکن جب ہم قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان تمام سوالات کے جوابات ہمیں قرآن دیتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کے یہاں ہر شخص پر خواہ وہ غریب ہو یا امیر دہ یکی (دس فیصد) لازم ہے۔ یہ قانون بھی انصاف کے بنیادی اصولوں سے مزاحم ہے۔

قرآن کا قانونِ زکوٰۃ:

اب آیئے اور قرآن کا قانون زکوٰۃ ملاحظہ کیجیے:

زکوٰۃ کی فرضیت کے بارے میں قرآن ہمیں بتاتا ہے۔

وَأَقِيْمُواْ الصَّلاَةَ وَآتُواْ الزَّكَوةَ وَارْكَعُواْ مَعَ الرَّاكِعِيْنَ 11

اور صحیح ادا کیا کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

دوسری جگہ فرمایا۔

وَأَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ 12

اور صحیح صحیح ادا کیا کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور اطاعت کرو رسول (پاک ا) کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

بائبل ہمیں یہ نہیں بتاتی کہ دہ یکی (دس فیصد) کیوں دی جائے؟

دہ یکی کے مقاصد کیا ہیں؟

دہ یکی دینے سے شخصیت پر کیا اثرات مرتب ہوں گے بائبل ہمیں یہ بھی نہیں بتاتی۔ جبکہ قرآن ان تمام سوالوں کا جواب دیتا ہے۔

زکوٰۃ قربت الٰہی کا راستہ:

قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ زکوٰۃ قربتِ الٰہی کا راستہ ہے:

وَمِنَ الأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللّہِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللّہِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ أَلا إِنَّہَا قُرْبَۃٌ لَّہُمْ سَيُدْخِلُہُمُ اللّہُ فِيْ رَحْمَتِہِ إِنَّ اللّہَ غَفُورٌ رَّحِيْم13

اور کچھ دیہاتیوں میں سے وہ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور روزِ قیامت اور سمجھتے ہیں جو وہ خرچ کرتے ہیں قربِ الٰہی اور رسول (پاک ا) کی دعائیں لینے کا ذریعہ ہیں ہاں ہاں وہ ان کے لیے باعثِ قرب ہیں ضرور داخل فرمائے گا انہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

زکوۃ باعثِ فلاح و نجات:

زکوۃ باعثِ فلاح و نجات ہے، فرمایا:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ ہُمْ فِيْ صَلَاتِہِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِيْنَ ہُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ وَالَّذِيْنَ ہُمْ لِلزَّكَاۃِ فَاعِلُونَ14

بے شک دونوں جہان میں بامراد ہو گئے ایمان والے وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور وہ جو ہر بے ہودہ امر سے منہ پھیرے ہوتے ہیں اور وہ جو زکوۃ ادا کرتے ہیں۔

ادائیگی زکوۃ باعثِ افزائش مال رزق:

اسلام اپنے ماننے والوں کو زکوۃ کے حکم کے ساتھ یہ خوش خبری بھی سناتا ہے کہ اگر تم زکوۃ ادا کرو گے تو تمہارے مال میں اور برکت ہو گی۔

وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّباً لِّيَرْبُوَ فِيْ أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللّہِ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاۃٍ تُرِيْدُونَ وَجْہَ اللّہِ فَأُوْلَـٰئِكَ ہُمُ الْمُضْعِفُونَ15

اور جو روپیہ تم دیتے ہو سود پر تاکہ وہ بڑھتا رہے لوگوں کے مالوں میں (سن لو!) اللہ کے نزدیک یہ نہیں بڑھتا اور جو زکوۃ تم دیتے ہو رضائے الٰہی کے طلب گار بن کر پس یہی لوگ ہیں (جو اپنے مالوں کو) کئی گناہ کر لیتے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

مَّثَلُ الَّذِيْنَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّئَةُ حَبَّةٍ وَاللّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللّهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ16

مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں ایسی ہے جیسے ایک دانہ جو اُگاتا ہے سات بالیں (اور) ہر بال میں سو دانہ ہو اور اللہ تعالیٰ (اس سے بھی) بڑھا دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اور اللہ وسیع بخشش والا جاننے والا ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا:

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاء مَرْضَاتِ اللّهِ وَتَثْبِيْتاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرٌ17

اور مثال اُن لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی خوشنودیاں حاصل کرنے کے لیے اور اس لیے تاکہ پختہ ہو جائیں ان کے دل ان کی مثال اُس باغ جیسی ہے جو ایک بلند زمین پر ہو برسا ہو اس پر زور کا مینہ تو لایا ہو باغ دوگنا پھل اور اگر نہ برسے اس پر بارش تو شبنم ہی کافی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ جو تم کر رہے ہو سب دیکھ رہا ہے۔

مصارفِ زکوٰۃ اور معاشرتی بہبود:

اسلام دین فطرت ہے اس کے عقائد و نظریات، احکامات و فرمودات اور معاملاتِ زندگی عین فطرت کے مطابق ہیں۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو زکوٰۃ کا حکم دیتا ہے تو یہ نہیں کہتا کہ زکوٰۃ اپنے بیٹے کو دے دو، بیوی کو دے دو، بیٹی کو دے دو یا پھر مسجد میں مولوی صاحب کے پاس جمع کرا دو بلکہ زکوٰۃ کے مصارف اور معاشرتی بہبود کی تعلیم دیتا ہے اور یہی طریقہ عین فطرت کے مطابق ہے۔

بائبل دہ یکی (دس فیصد) کے مصارف کے بارے میں خاموش ہے۔ لیکن قرآن اسلام کے نظام زکوٰۃ کے مصارف کو یوں بیان کرتا ہے:

لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِيْ الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِيْ الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُواْ وَالصَّابِرِيْنَ فِيْ الْبَأْسَاء والضَّرَّاء وَحِيْنَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ-18

نیکی (بس یہی) نہیں کہ (نماز میں) تم پھیر لو اپنے رخ مشرق کی طرف اور مغرب کی طرف بلکہ نیکی (کا کمال) تو یہ ہے کہ کوئی شخص ایمان لائے اللہ پر اور روزِ قیامت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور سب نبیوں پر اور دے دینا مال اللہ کی محبت سے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو اور (خرچ کرے) غلام آزاد کرنے میں اور صحیح صحیح ادا کیا کرے نماز اور دیا کرے زکوۃ اور جو پورا کرنے والے ہیں اپنے وعدوں کو جب کسی سے وعدہ کرتے ہیں اور کمال نیک ہیں جو صبر کرتے ہیں مصیبت میں اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی لوگ ہیں جو راست باز ہیں اور یہی لوگ حقیقی پرہیز گار ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاء وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْہَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُہُمْ وَفِیْ الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِیْ سَبِيْلِ اللّہِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّہِ وَاللّہُ عَلِيْمٌ حَكِيْم19

صدقات تو صرف ان کے لیے ہیں جو فقیر، مسکین، زکوۃ کے کام پر جانے والے ہیں اور جن کی دلداری مقصود ہے نیز گردنوں کو آزاد کرانے اور مقروضوں کے لیے اور اللہ کی راہ میں مسافروں کے لیے یہ سب فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا دانا ہے۔

ان آیات میں جو مصارف زکوۃ بیان کیے گئے وہ درج ذیل ہیں:

ا۔ زکوۃ کا پہلا مصرف فقرا کی امداد:

فقیر سے مراد وہ شخص ہے جو کمانے پر قادر ہے مگر ایک خوش حال زندگی بسر نہیں کر رہا، تنگ دستی کے سبب اس کو زکوۃ دی جائے گی۔

2۔ زکوۃ کا دوسرا مصرف مساکین کی امداد:

مسکین وہ شخص ہوتا ہے جو اپنے بڑھاپے، بیماری یا مستقل معذوری کی صورت میں رزق کمانے کے لائق نہ رہے اس کو زکوۃ دی جائے گی۔

3۔ زکوۃ کا تیسرا مقصد عاملینِ زکوۃ:

عاملینِ زکوۃ سے مراد وہ لوگ جو گھر گھر جا کر زکوۃ کو جمع کرتے ہیں اور اُسے حق داروں میں تقسیم کرتے ہیں۔

4۔چوتھا مصرف مولفۃالقلوب:

مولفۃالقلوب سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے دینِ حق اسلام کو قبول کر لیااور ان کے پاس اس امر کی وجہ سے اُن کے خاندان والے عزیز واقرباء نے ان کو چھوڑ دیااور ان سے ان کے تمام سابقہ کمانے کے ذرائع چھین لیے جس کی وجہ سے یہ بے روزگار اور بے یار ومددگار ہو گئے۔

5۔زکوۃ کا پانچواں مصرف غلاموں کا آزاد کرنا:

وہ غلام جو رقم دے کر آزاد نہیں ہو سکتے اُن کی اس رقم سے امداد کی جائے تاکہ یہ رقم وہ اپنے مالکوں کو دے کر آزاد ہو سکیں۔

6۔زکوۃ چھٹا مصرف مقروض لوگ:

ایسے لوگ جنہوں نے کسی جائز حاجت کے لیے قرض لیا ہو اور اُسے فضول خرچی، اسراف میں نہ اُڑایا ہو اور نہ ہی اس قرض سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہو اُن کا قرض بھی بیت المال سے دیا جائے گا۔

اگر ہم اسلامی نظام میں زکوۃ کے چھٹے مصرف کو بغور ملاحظہ کریں تو ہم پر عیاں ہو جائے گا کہ اسلام نے معاشرتی امن وسکون کی حسین تعلیمات دی ہیں۔ اسلام نے باہمی فسادات سے روکنے، انفرادی شخصیت کو تباہ ہونے اور خاندانی سکون تباہ ہونے سے بچانے کے لیے ہر ایسے شخص کا قرضہ ادا کرنے کی ذمے داری قبول کر لی جو اپنی غربت کی وجہ سے قرض ادا کرنے سے عاجز تھا۔

7۔زکوۃ کا ساتواں مصرف مسافر:

اگر کوئی شخص خوش حال ہو دورانِ سفر اُس کی رقم چوری یا گم ہو جائے اور وہ دیارِ غیر میں پائی پائی کے لیے محتاج ہو جائے تو ایسے شخص کی بھی مالِ زکوۃ سے امداد کی جائے گی۔

8۔زکوۃ کا آٹھواں مصرف اللہ کی راہ میں خرچ کرنا:

زکوۃ کا آٹھواں مصرف اللہ کی راہ میں خرچ کرنا دین کے کاموں میں لگانا ہے۔

زکوۃ اور اسلامی ریاست کا بنیادی فرض:

اسلام نے ریاست کو آزاد نہیں چھوڑا۔ اسلامی ریاست پر کئی ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں اور اسلام کے نظامِ سیاست میں اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اسلامی ریاست کے فرماں رواں رب العالمین کے سامنے جواب دہ ہیں۔

اسی لیے قرآن کریم فرماتا ہے:

الَّذِيْنَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِيْ الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ-20

وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں اقتدار بخشیں زمین میں تو وہ صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوۃ اور حکم کرتے ہیں (لوگوں کو) نیکی کا اور روکتے ہیں (انہیں) برائی سے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے سارے کاموں کا انجام۔ اس تحقیق کے بعد یہ سوال ہے کیا یہودیت اور عیسائیت میں ایسا کوئی نظام موجود ہے؟

کیا بائبل کے دہ یکی (دس فیصد) نظام میں یہ حسن، یہ رعنائی یہ معاشرتی مقاصد یہ اصلاحی تصور، یہ حقیقی فلاح و بہبود، یہ شخصیت سازی یہ معاشی و معاشرتی نظام کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے؟

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر کیونکر یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن بائبل سے ماخوذ ہے۔

مصادر و مراجع

1۔ القرآن 30:17

2۔ احبار باب 27 آیت 30

3۔ استثناء باب 14 آیت 22

4۔ ملاکی باب 3 آیت 10

5۔ گنتی باب 10 آیت 21

6۔ نحمیاہ باب 10 آیت 37

7۔ عبرانیوں باب 7 آیت 5

8۔ گنتی باب 18 آیت 24

9۔استثناء باب 14 آیت 23 تا 26

10۔استثناء باب 14 آیت 28,29

11۔ سورہ بقرہ آیت ۳۴

12۔ سورہ نور آیت ٦٥

13 سورہ توبہ آیت ۹۹

14۔ سورہ مومنون آیت ا تا ۴

15۔ سورہ روم آیت ۹۳

16۔ سورہ بقرہ آیت ١٦٢

17۔ سورہ بقرہ آیت ٥٦٢

18۔ سورہ بقرہ آیت ١٧٧

19۔ سورہ توبہ آیت ٠٦

20۔ سورہ حج آیت ١۴